صاحب قدم مصطفٰے حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کا ایک انوکھا پہلو

کھیرنا گاؤں، نوی ممبئی

بأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيكَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب مستطاب : مقامِ غوثِ اعظم، اتباعِ سنت و اُسوۂ رسول کی روشنی میں

نتیجہ فکر و تحقیق : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی عفی عنہ

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

afrozqadri@gmail.com

تصحیح و تخریج : مبلغ رشد و ہدایت حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری

غرض و غایت : سیرتِ غوث الثقلین پر غور و فکر کے نئے زاویوں کی دریافت

تحریک و تائید : محبّ گرامی قدر مفتی دیارِ کوکن علامہ سید رضوان رفاعی دام ظلہ

صفحات : اَڑتالیس (48)

اشاعت : 2018ء - ۱۴۳۹ھ

قیمت : ...... روپے

باہتمام : اِدارہ فروغِ اسلام، چریاکوٹ، مئو، اُتر پردیش، انڈیا

تقسیم کار : کمال بک ڈپو، مدرسہ شمس العلوم، گھوسی، مئو، یوپی

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّكَ أنْتَ السَّمِيْعُ العَلِيْمُ o

شرفِ انتساب

عقیدتوں، محبتوں اور اِرادتوں کے پھول بصد عجز واَدب

غوث الثقلین، نجیب الطرفین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کے مقدس قدموں پر نچھاور ہیں، جن کے

فیض نسبت نے ذرّے کو اُٹھا کر آفتاب بنا دیا

اور بے وقعت قطرے 'قلزم آشنا ہو گئے۔

اور یہ اُسی نسبت کی زندہ کرامت ہے کہ آج ایک

'ناقدر' علیٰ رؤوسِ الاشہاد 'قادری' کہلاتا ہے۔

اگر پہچان ہے کوئی تو یہ 'نسبت' کی خوبی ہے
وگرنہ کیا مری 'اَوقات' کیا نام ونسب میرا!

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی

قاضی ٹولہ (پچھّم محلّہ) چریاکوٹ، مئو

فہرست مضامین

نقش ہائے قلم

از: نازشِ اہل سنت، مفکر ملت، پیر طریقت، رہبر شریعت، داعی و مبلغ اِسلام
حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد عبد المبین نعمانی** قادری رضوی دامت فیوضہم و برکاتہم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہ و نصلي و نسلم علیٰ
رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ و صحبہ أجمعین . أما بعد !

'مقام غوث اعظم اِتباعِ سنت اور اُسوۂ رسول کی روشنی میں' ۔عزیزی مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی –زِیدَ عِلْمُہٗ ومَجْدُہٗ– کا ایک مختصر تقریری رسالہ ہے، جسے اَصلاً انھوں نے ایک بڑی کانفرنس سے خطاب کرنے کے لیے مرتب کیا تھا۔اس کے اندر موصوف نے بڑے اچھوتے اَنداز میں سرکار غوثِ اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ (م ۵۶۱ھ) کی حیات پر اس حیثیت سے روشنی ڈالی ہے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے جد کریم حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر قدم تھے اور اُن کی سنتوں، سیرتوں کے پابند بھی۔ ہر دعوے کی دلیل ہوا کرتی ہے، تو اس دعوے کی بھی دلیل ہونی چاہیے، چنانچہ حضور غوثِ پاک کی زندگی سے ایسے ایسے واقعات وشواہد منتخب کرکے اس رسالے میں پیش کردیے گئے ہیں جن سے آپ کا زیر قدمِ مصطفےٰ ہونے کا پورا پورا ثبوت فراہم ہوجاتا ہے۔

حیاتِ غوثِ اعظم کی یہ ایک ایسی منفرد جہت ہے کہ اس پر میری نظر میں اَب تک کسی نے شاید روشنی نہیں ڈالی تھی، یا کسی نے کچھ لکھا تو وہ بہت ہی مختصر تھا۔اگرچہ اس موضوع پر

مزید بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے؛ کیوں کہ سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل اور خصوصیات وکمالات کا یہ عالم ہے کہ اس دریاے ناپیدا کنار میں جس قدر غوطہ لگائیں موتیوں سے دامن بھرتے ہی جائیں گے۔

مصنف کو چوں کہ اِختصار ملحوظ تھا؛ اس لیے انھوں نے قدرِ ضرورت ہی پر اِکتفا کیا۔ تاہم مستقبل کے اہل فکر وقلم کے لیے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کردی ہے۔ مجموعی طور پر مولانا نے بارگاہِ غوثیت مآب میں اپنی عقیدتوں اور اِرادتوں کا خراج پیش کرنے کی ایک اچھی اور قابل ستایش کوشش کی ہے۔ خاص بات یہ کہ مولانا نے ہر بات حوالوں کی روشنی میں پیش کی ہے، جس سے کتاب اور زیادہ موثق ومحقق ہوگئی ہے۔

مولیٰ عزوجل اس کوشش کو قبول ومنظور فرمائے اور فیضانِ غوثِ پاک سے انھیں مالا مال کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین، خاتم النبیین علیہ وآلہ وصحبہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

موقع کی مناسبت سے سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت آنکھوں دیکھی بیان کی جاتی ہے، وہ یہ کہ سالِ گزشتہ (ربیع الآخر ۱۴۲۳ھ) میں قسمت نے یاوری کی اور ناچیز راقم الحروف (محمد عبدالمبین نعمانی قادری) بغداد معلیٰ کی سرزمین پر حاضر ہوگیا۔ بارگاہِ غوثیت میں باریابی کی بار بار سعادت نصیب ہوتی رہی۔ تقریباً پندرہ (۱۵) روز کی حاضری میں جو بات میں نے حیرت واِستعجاب سے دیکھی وہ یہ تھی کہ گزشتہ امریکی حملوں میں جس کی مدت تقریباً دس سالوں پر محیط ہے امریکہ اور اس کے حواری ملکوں نے پورے عراق میں جو اُپدر مچائی ہے، املاک اور انسانی جانوں کا جس بے دردی سے ضیاع ونقصان کیا ہے کہ پورا ملک کھنڈر میں تبدیل ہوگیا ہے، اس کی مثال بہت مشکل سے ملے گی۔ بڑے افسوس وشرم اور سر پیٹ لینے کی بات یہ ہے کہ بعض مسلم ممالک نے بھی امریکہ کے اِشارے پر اس خونی اور ظالمانہ جنگ میں اپنا ہاتھ رنگا ہے۔

محض ایک صدام حسین کو پھانسی کے تختے پر چڑھانے کے لیے ہزاروں نہیں لاکھوں

انسانوں کا خون بہایا گیا ہے۔اس کا اِنتقام تو خداے وحدہ لاشریک ہی لے گا،اس کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔تو اس قتلِ عام میں جو بات قابل حیرت ہے وہ یہ کہ بغداد کو بھی بری طرح ظالموں نے نشانہ بنایا، پورے شہر کو تہس نہس کرڈالا،حتیٰ کہ اِحاطۂ سرکارِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے اِردگرد بھی بہت سے حملے ہوئے۔سالہا سال گزر جانے کے بعد بھی آج تک بہت سی عمارتوں اور دیواروں پر حملے کے نشانات پائے جاتے ہیں، ویران بلڈنگیں آج بھی ستم رسیدگی کا ثبوت فراہم کررہی ہیں، جو نشانات مٹ گئے ہیں وہ بہت ہیں؛ لیکن حیرت وکرامت کی بات یہ ہے کہ اِحاطۂ غوث پاک،مسجد غوث پاک اور روضۂ مبارکہ پر ایک ذراسی خراش نظر نہیں آئی۔یہ خبر جنگ کے دوران بھی اَخباروں میں پڑھنے کو ملی تھی،اورگزشتہ سال اس کی تصدیق ماتھے کی آنکھوں سے بھی ہوگئی۔

اب دو بات ہے یا تو حملہ آوروں نے ڈرسہم کر اور سرکارِ غوث کے رعب سے مرعوب ہوکر حملہ ہی نہیں کیا، یا حملہ تو کیا اور اندازہ بھی ایسا ہی لگا کہ حملہ کیا؛ لیکن یہ مقدس مقامات ان کے حملوں کی زد میں نہ آسکے۔یہ سرکار غوث اعظم کی ایک کھلی کرامت ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی مقدس مقامات ہیں، ہوسکتا ہے ان پر بھی حملے ہوتے ہوں؛ لیکن وہ متاثر نہ ہوئے ہوں؛ لیکن میرے جائزے میں اور مقامات نہ آسکے۔اور بھی کہیں ایسا ہوا ہو تو وہ بھی ان بزرگوں کی کرامت ہی کہی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کبھی ظالموں کو کھلی چھوٹ دے دیتا ہے، اور کبھی ان سے اپنے محبوبوں کو محفوظ رکھتا ہے،کبھی بروقت ان کی گرفت کرتا اور اِنتقام لیتا ہے اور کبھی اِنتقام موخر کردیتا ہے، یہ اس کی حسن کرشمہ سازی ہے،ہمیں دونوں صورتوں میں عبرت وموعظت سے ہی کام لینا چاہیے اور اس کی قدرتِ کاملہ کا تماشا دیکھنا چاہیے۔

ظلم بہرحال ظلم ہے،ظلم بہرحال برا ہے۔آج پورا عراق تباہ وبرباد ہو چکا ہے،اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ پورا ملک رافضیوں کا گڑھ بن کر رہ گیا ہے۔ہر طرف انھیں

کا دار دورہ ہے۔ بظاہر تو امریکہ نے یہ سب کیا، اس خونِ ناحق کا اِلزام اوّل نمبر پر سعودیہ پھر پاکستان پر جاتا ہے، جب کہ دیگر ممالک بھی اس میں برابر کے شریک و سہیم ہیں۔

سب سے زیادہ تعجب تو سعودی حکومت پر ہوتا ہے جو ہم سنیوں کو کافر و مشرک کہتے نہیں تھکتی، اس نے ان رافضیوں کی کیسے حمایت کی! ۔کیوں کہ حقیقت یہی ہے کہ سعودیہ امریکہ کے اِشارے پر چلتا ہے اور امریکہ سعودیوں کے سہارے۔

آج عراق میں سنیوں کا جینا دوبھر ہو گیا ہے۔اصل اُفتاد انھیں پر آئی ہے۔زیادہ تر انھیں کی معیشت تباہ ہوئی ہے۔کھجوروں کے باغ کے باغ تباہ ہو چکے ہیں اور جو درخت رہ گئے وہ سوکھتے جارہے ہیں اور ویرانوں میں کھڑے اپنی داستانِ غم سنا رہے ہیں۔اپنے رکھوالوں اور آبیاری کرنے والوں کی تلاش میں آنسو بہا رہے ہیں۔

خدائے قدیر وقہار ظالموں سے جلد اِنتقام لے، انھیں کیفرکردار تک پہنچائے، اور صحابہ واَولیا کی سرزمین عراق کو پھر سے شاداب وآباد فرمائے۔ظالموں اور ستم گاروں سے اسے بچائے۔نیز جو اولیا وصحابہ وہاں آرام فرما ہیں ان کے صدقے میں اس کے ویرانوں کو ہریالی میں تبدیل کر دے، وہاں کے باشندوں کو نیک عمل اور اچھے اعتقاد کی توفیق بخشے۔آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔

محمد عبدالمبین نعمانی قادری
دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو
یوپی۔پن کوڈ: 276129

بروز یکشنبہ،۱۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ......۱۲؍فروری ۲۰۱۷ء۔

اِبتدائیہ

الحمد لأھله و الصلوٰۃ علیٰ أھلھا ، وبعد !

جہاں شناسی اور خود شناسی کے بعد خدا شناسی کی منزلیں طے کرنے والا مالک حقیقی کے قرب وعرفان کی دولت بیدار سے سرشار ہوتا ہے تو وہ بناوٹی انداز میں نہیں بلکہ قلب وقالب کی گہرائیوں سے اس حقیقت کی تصدیق وتائید کرنے پر مجبور ہوتا ہے کہ 'اللہ بس باقی ہوس'۔ دنیا اپنی پوری دل کشی اور رعنائی کے ساتھ اس کے سامنے آتی ہے تو وہ اس کو مچھر کے پَر سے بھی زیادہ حقیر و بے وقعت پاتا ہے۔ اس کا وجود اپنے مالک ومولیٰ کی عظمت وشان کے مشاہدے کے لیے وقف ہوکر رہ جاتا ہے۔ وہ معبودِ حقیقی کی عبادت کرتا ہے تو جنت کے حصول کے لیے یا جہنم سے بچنے کی خود غرضی کے لیے نہیں بلکہ صرف اُسی کی بے لوث محبت کی وجہ سے۔ اگر وہ خلق کی خدمت کرتا ہے تو شہرت و ناموری یا مفاد پرستی کے لیے نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ وہ عیال اللہ ہے اور مخلوق کی خدمت سے خالق کی رِضا نصیب ہوتی ہے۔ وہ کھاتا پیتا ہے تو حرص وہوس کے طور پر نہیں بلکہ فرائض بندگی کی تکمیل کے لیے قوت حاصل کرنے کی غرض سے۔ وہ نکاح کرتا ہے تو خواہش حیوانی پوری کرنے کے لیے نہیں بلکہ نیک صالح اَولاد پانے کے لیے۔ وہ تجارت کرتا ہے تو ملک وجائیداد کے لیے نہیں بلکہ حرام سے بچنے اور حلال روزی حاصل کرنے کی نیت سے اور اپنے اہل وعیال کی دیکھ بھال کے ساتھ اُمورِ خیر کی انجام دہی میں اپنا مال خرچ کرنے کے لیے۔ الغرض! اس کی زندگی اِنَّ صَلاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ کی جیتی جاگتی تصویر بن جاتی ہے۔ ممدوحِ مکرم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی زندگی پر نگاہ ڈالنے کے بعد کچھ یہی تاثر ہمیں اور ہر عام وخاص کو بتمام وکمال ملتا ہے۔

حضور سیدنا غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۵۶۱ھ) کی شخصیت وکردار، سیرت وسوانح اور ولایت وکرامت پر اِتنا کچھ لکھا جاچکا ہے کہ اگر کثرتِ کتب کو دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ اَب شاید ایک نقطے کے اِضافے کی بھی گنجائش باقی نہیں۔ اور جب آپ کی نجیب الطرفین اور سلطان الثقلین ہشت پہلو شخصیت کے قلزمِ ناپیدا کنار پر نظر پڑتی ہے تو لگتا ہے کہ جیسے ابھی آپ کی ذاتِ بابرکات کے ایک باب کا بیان بھی- تقریراً وتحریراً- کما حقہ، مکمل نہیں کیا جاسکا ہے۔

آپ کی ولادتِ مبارک اور رحلت کا کسی نے کیا خوب مادۂ تاریخ نکالا ہے ؎

إن باز اللّٰہ سلطان الرجال جاء في 'عشق' ومات في 'كمال'

۴۷۰ھ ۹۱

یعنی بلا شبہہ باز اللہ (سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی) شہنشاہِ اولیا ہیں۔ آپ کی ولادت کا سن لفظ 'عشق' سے ۴۷۰ھ نکلتا ہے اور آپ کی وفات اکیا نوے سال کی عمر میں واقع ہوئی۔ (اور 'عاشق کامل' سے آپ کا سن وفات برآمد ہوتا ہے)

بلاشبہہ آپ کی شخصیت ایک مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے، جس سے ہر دور میں اَربابِ علم وکمال فیوض واَنوار بٹورتے رہیں گے۔ آپ کی ذات سے دین کو ہر محاذ پر بے پناہ تقویت ملی اور بجاطور پر 'محی الدین' کا لقب آپ ہی کی ذات پر صادق آیا۔ ہر چند کہ آپ سلسلہ قادریہ کے بانی وموسس ہیں؛ مگر بقیہ تینوں مرکزی سلاسل خصوصاً اور جملہ سلاسل طریقت عموماً آپ ہی کے باج گزار رہے اور صبح قیامت تک رہیں گے، اور کسی کو اس وقت تک ولایت حقیقی نہیں مل سکتی جب تک وہ آپ کے قدم مبارک کو اپنے سر کا تاج نہ بنالے۔ خدا اَیسی خدا بھاتی ہستی سے ہمیں سچی نسبت وتعلق قائم کرنے کی توفیق بخشے۔

قصیدۂ غوثیہ (یا قصیدۂ خمریہ)- جس کے ایک شعر کی تشریح وتفصیل اس رسالے میں مقصود ہے- اپنے اندر بے پناہ روحانی فیوض وبرکات رکھتا ہے۔ اہل اللہ اور واصلانِ حق

نے ہر دور میں اس قصیدے کے ساتھ خصوصی اِعتنا برتا ہے، اسے حرزِ جاں بنایا ہے اور اسے اپنے معمولات کا اٹوٹ حصہ جانا ہے؛ کیوں کہ اس سے مدارجِ ولایت میں حیرت انگیز ترقی ہوتی ہے، روحانیت کے اَبواب کھلتے چلے جاتے ہیں، اور تقربِ الٰہی وعرفانِ ذات کی سرحدوں میں داخلہ بآسانی ممکن ہوجاتا ہے۔

'تذکرۃ الکرام' میں مولانا شاہ عبدالحق فرنگی محلّی نے لکھا ہے کہ 'یہ قصیدہ عالم وجدو کیف کی ایک صدا ہے، جس سے دل راحت وکیف محسوس کرتا ہے، اور باطن میں نور وسرور پیدا ہوتا ہے'۔ فتوح الغیب کے حاشیے پر مرقوم ہے کہ جب حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس قصیدے کے بعض اَشعار پڑھتے تو آخر میں اِرشاد فرماتے: ولا فخر وھٰذا من فضل ربی۔

الغرض! یہ قصیدہ اپنے اندر گوناگوں خصائص واِمتیازات رکھتا ہے۔ ایک روز میں غوث الوریٰ کانفرنس کا میٹر تیار کرنے کی غرض سے اس قصیدے کی قراءت میں منہمک تھا، اچانک اس کے ایک شعر پر جاکر نظر ٹھہر گئی، اور دیر تک میں اس کے بحرِ معنی میں شناوری کرتا رہا، نتیجے میں بہت سی خاص الخاص باتیں بساطِ ذہن پر اُبھریں، پھر اس پر مزید غوروخوض کیا تو شاہدِ معنی اور بھی بے نقاب وآشکار ہوا۔

پھر کیا تھا، اپنے اسی حاصلِ معنی کو میں یہاں ایک خاص ترتیب سے سلکِ تحریر میں پرو کر قارئین کے سامنے پیش کرنے کی عاجزانہ کوشش کررہا ہوں۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماکر نسبت غوثیت مآب کو میرے لیے اور میری آنے والی نسلوں کے لیے باعث اِصلاح وبخشش بنادے۔ آمین یارب العالمین

–یکے اَز غلامانِ شہنشاہِ بغداد–

محمد افروز قادری چریاکوٹی

شنبہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ

نحمده ونصلي ونسلم علىٰ رسولهِ الكريم وآلهِ وصحبهِ أجمعين،أمابعد !

اللہ سبحانہ وتعالیٰ خالق شش جہات اور مالک کل کائنات ہے۔اس نے اپنی مخلوقات کے اندر گریڈس اور درجات رکھے ہیں، جن میں حضرت اِنسان کا درجہ بلاشبہہ پہلا ہے اور اُس کی پوزیشن فرسٹ گریڈ کی ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اشرف المخلوقات اور اپنا خلیفہ ونائب بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَم (سورۂ اسراء:۷۰/۱۷) اور وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنّي جَاعِلٌ فِي الاَرْضِ خَلِيْفَة (سورۂ بقرہ:۳۰/۲) جیسی تابندہ آیتیں اِس حقیقت پر شہادتِ عدل قائم کرتی ہیں۔

اس کے بالمقابل کائنات کے اندر موجود دیگر مخلوقات کے اَندر یہ وصف وکمال ہرگز نہیں پایا جاتا، یہ صرف اور صرف حضرت اِنسان کا اِختصاص واِمتیاز ہے کہ اللہ نے اسے روزِ اَزل سے ہی اپنی نیابت وخلافت کے لیے چن لیا ہے۔ پھر اِنسانوں کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے گریڈس بنائے ہیں، اور اُن کی درجہ بندی فرمائی ہے۔ چنانچہ بعض کو اَعلیٰ بنایا، مثلاً اَولیاے کرام۔بعض کو اَفضل بنایا مثلاً انبیاے عظام اور بعضوں کو افضل ترین بنایا، مثلاً مرسلین ذوی الاحتشام۔اور بعض کو سبھوں پر درجوں فضیلت دی جیسے حضور سید الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

یہاں یہ نکتہ ذہن نشیں رکھنے والا ہے کہ نبوت وولایت میں ایک بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ نبوت خالص وہبی چیز ہوتی ہے، یعنی یہ محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا اور فضل اَیزدی ہے۔ وہ جسے چاہے پیغمبری بخش دے۔ بندے کی کدوکاوش، مجاہدہ وریاضت اور کسی بھی طرح کی جدوجہد کا اِس میں کچھ بھی دخل نہیں ہوتا۔اسی لیے ہر پیغمبر ماں کے شکم ہی سے

پیغمبر منتخب ہو کر آتا ہے۔ پیغمبرانِ گرامی اللہ تعالیٰ کے ایسے مقرب اور برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جنھیں پروردگار عالم نے اپنا سرمدی پیغام بندوں تک پہنچانے کے لیے عالم اَرواح ہی میں منتخب فرمالیا تھا۔ یہ دراصل رب ذوالجلال کا اَزل سے حسن اِنتخاب ہوتے ہیں۔

اَب غور کرنے کی بات ہے کہ جب ہر نبی مادر زاد ہوا کرتا ہے تو پھر نبی آخرالزماں پیغمبر انس و جاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بعض لوگوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ- آپ جب چالیس برس کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا فرمائی - بڑی اعلیٰ درجے کی لاعلمی اور تاریخ کی بدترین غلط فہمی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر میں آپ نے اِعلانِ نبوت فرمایا۔ یعنی چالیس سال کی عمر میں آپ پر سلسلہ نبوت کا آغاز نہیں بلکہ سلسلہ وحی کا آغاز ہوا؛ ورنہ آپ تو اس وقت بھی نبی تھے جب ابھی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا۔

جب کہ ولایت بھی وہبی ہے؛ لیکن اس کا دروازہ کھلا ہوا ہے، یہ کبھی پیدائشی ہوتی ہے اور کبھی غیر پیدائشی۔ یعنی کچھ اَولیا ایسے ہوتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ منصب ولایت پر فائز کرکے دنیا میں بھیجتا ہے، جنھیں ہم عام زبان میں 'مادرزاد ولی' کہتے ہیں، اُن کی شانیں بڑی بلند ہوتی ہیں، اور اُن کا مقام و مرتبہ دائرۂ عقل و خرد سے باہر ہوتا ہے۔ جب کہ بعض اَولیا ایسے ہوتے ہیں جنھیں عبادت و مجاہدہ کی کثرت اور نوافل پر مداومت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ درجۂ ولایت سے نواز دیتا ہے۔ یہ بھی اَصلاً وہبی ہی ہوتی ہے۔ ہاں! اعمال صالحہ سبب بن جاتے ہیں، اور کبھی محض فضل الٰہی یا کسی صاحب ولایت کی دعا و تصرف سے بھی ولایت بخش دی جاتی ہے۔

اس کی تائید بخاری شریف کی اس روایت سے بھی ہو جاتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ 'بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب و مقرب بنا لیتا ہوں، پھر میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا

ہے، اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اُس کے قدم بن جاتا ہوں، جن سے وہ چلتا ہے۔ پھر وہ جو کچھ مجھ سے مانگتا ہے میں اُسے ضرور عطا کرتا ہوں'۔

گویا اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیسا بے پایاں فضل واِحسان ہے کہ اُس نے اپنی ولایت کا دروازہ کھلا رکھا ہے کہ اگر ہم فرائض کے بعد محض اُس کی رضا کے لیے نوافل کا اِہتمام کریں تو اُمید ہے کہ رب عزوجل ہمیں بھی اپنا محبوب ومقرب بنا لے گا۔ اَب ہمارے نوافل جیسے جیسے بڑھتے جائیں گے، ویسے ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اَلطاف و اِنعامات اوراس کی نوازشات کی برسات بھی ہم پر زیادہ سے زیادہ ہوتی جائے گی۔

یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رکھنے والا ہے کہ نوافل صرف نماز ہی کے نہیں ہوتے، بلکہ نوافل میں ہر وہ کام شامل ہے جس سے خدا کو خوش کیا جائے اوراس کی رضا حاصل کی جائے۔ مثلاً لوگوں کے ساتھ اچھے معاملات کرنا، اُن سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرنا، اُن کے دکھ درد میں شریک ہونا، ماں باپ کی فرماں برداری میں کسی کمی کو راہ نہ دینا، بچوں کی بہترین اِسلامی تربیت کرنا، پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنا، اپنی ذات کو خلق خدا کے لیے فائدہ مند بنانا، کسی کو اپنے کسی عمل سے تکلیف وآزار نہ پہنچانا، اپنے مال میں غریب ونادار کے لیے حصہ رکھنا وغیرہ یہ سب کچھ نوافل کے تحت آتے ہیں۔ لیکن یہ قاعدہ بھی یاد رہے کہ نوافل کا درجہ اوراس کی مقبولیت فرائض کی کامل اَدائیگی کے بعد ہی ہے۔

اس تفصیلی تمہید کے بعد آمدم برسر مطلب۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے وہبی ولایت سے نوازا تھا یعنی آپ شکم مادر ہی سے ولی صفت پیدا ہوئے تھے۔ مقامِ غوثیت وقطبیت وفردانیت سے عروج کرکے آپ مقامِ محبوبیت پر فائز تھے۔ بلاشبہہ آپ آیۃ من آیات اللہ اور معجزۃ من معجزات رسول اللہ ﷺ تھے۔ ایک ایسا وجود مسعود جو قطبوں کا قطب، غوثوں کا غوث، اور کل ولیوں کا سردار ٹھہرے، اُس کی عظمت شان اور

رفعت مکان سمجھ میں نہیں آتا کہ کیسے بیان کی جائے۔ بڑے بڑے عرفا وعلما، واصلانِ حق اوراللہ والوں سے جب آپ کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ بس یہ کہہ کے چپ ہو گئے کہ ؎

پوچھتے کیا ہو شہِ جیلاں کے فضائل آسیؔ
ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

تو جب نبوت کے سوا وہ حامل جملہ ثنا ٹھہرے تو اَب اُن کے فضائل ومناقب کوئی بیان کرے تو کیا کرے۔ علما وعرفا کے درمیان یہ بات متفقہ ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظم دنیا کے تمام اولیاء اللہ کے سردار اور نبوت کے بعد ولایت کے اُس مقامِ اقصیٰ پر فائز ہیں جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی۔ اسی لیے امام کبیر، علامہ جلیل، شیخ الحرمین حضرت عبداللہ بن اسعد یافعی یمنی شافعی (م۷۶۸ھ) اِرشاد فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اَوصاف وکمالات اتنے روشن اور درخشاں ہیں کہ اگر پھولوں کی پتیاں دفتر بن جائیں، اور باغوں کی ٹہنیاں قلمیں بنالی جائیں، اور کوئی ان کے اَوصاف وکمالات کو لکھنا چاہے، تو وہ ان کے اوصاف وکمالات کو کما حقہ کیا لکھ سکے گا سیرتِ غوث الوریٰ کا ایک باب بھی مکمل نہ ہوگا!۔(۱)

اور دنیاے علم وکمال کا ایک مشہور ومعتبر نام حضرت ملا عبدالرحمٰن بن احمد جامؔی نقشبندی (م۸۹۸ھ) جن کی کتابیں درس نظامی میں طالبانِ علوم دینیہ کو پڑھائی جاتی ہیں، نقش بندی ہوکر بارگاہِ غوثیت میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہوئے کیا خوب فرماتے ہیں ؎

گویم زکمالِ تو چہ غوث الثقلینا　　محبوبِ نبی، ابن حسن، آل حسینا
سر برقدمت جملہ نہادند وگفتند　　تاللّٰہ لقد آثرَك اللّٰہ علینا

(۱) زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار، مترجم: ۲۸ مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور، طبع اوّل ۱۹۸۸ء۔

یعنی اے غوث الثقلین شیخ عبدالقادر! آپ کے اوصاف وکمالات کو میں کیسے بیان کروں، آپ کی عظمت شان کا حال یہ ہے کہ آپ محبوبِ رب العالمین کے محبوب ہیں، حضرت امام حسن کے بیٹے اور حضرت اِمام حسین کی مقدس آل ہیں۔

زمانے کے سارے ولیوں نے اپنے سر آپ کے قدموں میں رکھ دیے۔ اور زبان سے یہی نعرہ لگایا کہ اللہ کی قسم! یہ مرتبہ اور یہ فضیلت ہمارے اوپر آپ کو کسی اور نے نہیں اللہ رب العزت نے عطا فرمائی ہے۔

اور پھر امام اہل سنت، مجدد دین وملت، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز (م ۱۳۴۰ھ) نے مناقب غوثیہ میں جو جگمگاتے اَشعار نظم کیے ہیں اور سیرت وکردارِ غوث اعظم کو جس اچھوتے اور دل چھوتے اَنداز میں بیان کیا ہے وہ صرف اور صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔ چند اشعار دیکھیں ۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

جو ولی قبل تھے، یا بعد ہوئے، یا ہوں گے
سب اَدب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

سارے اَقطابِ جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا

تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گل زار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے بارے میں علماے اہل سنت وجماعت کا متفقہ موقف یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو شکم مادر ہی سے ولی بنا کر قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کے اعلیٰ درجے پر فائز فرما دیا تھا۔ اس کی تفصیل بیان کرتے

ہوئے بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م۱۲۲۵ھ) اپنی شہرۂ آفاق کتاب 'السیف المسلول' میں فرماتے ہیں کہ اسلام میں قطبیت وغوثیت کا آغاز باب العلم حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ سے ہوتا ہے، پھر آپ سے یہ منصب عالی حضرت امام حسن کو منتقل ہوا، پھر ان سے شہید کربلا حضرت امام حسین کو، ان سے امام زین العابدین کو، ان سے امام محمد باقر کو، ان سے امام جعفر الصادق کو، ان سے امام موسیٰ الکاظم کو، ان سے امام محمد رضا کو، ان سے امام محمد تقی کو، ان سے امام علی نقی کو، اور پھر ان سے اِمام حسن العسکری (م۲۶۰ھ) کو منتقل ہوا۔

اس کے بعد یہ عہدۂ جلیلہ دوسو سال سے زائد تک موقوف ومحفوظ رہا، تا آنکہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے، تو آپ کو قطبیت وغوثیت کا یہ منصب رفیع عطا ہوا، اور پھر حضرت سیدنا امام مہدی کے ظہور تک یہ منصب وقیع حضرت غوث الثقلین کے ساتھ ہی معلق رہے گا۔ اس کا اِظہار وانکشاف خود سیدنا شیخ عبدالقادر علیہ الرحمہ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے جسے صاحب قلائد الجواہر نے نقل کیا ہے ۔

ولنا الولاية من ألست بربكم

وإمامنا المهديّ فهو ختامنا

یعنی اَلست بربکم (عالم ارواح) والے دن سے ہماری ولایت کی اِبتدائی ہوتی ہے۔ اور ہمارے امام' حضرت مہدی ہیں اور وہی دراصل ہمارے خاتم ہیں۔

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز اس کے قائل ہیں کہ تا قیامت سرکار غوث پاک سب پر فضیلت رکھتے ہیں، اور یہی حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (م۱۰۵۲ھ) کا بھی موقف ہے۔ اس پر تفصیلی وتحقیقی بحث کے لیے دیکھیے مجیر معظم شرح قصیدۂ اکسیر اعظم از امام احمد رضا محدث بریلوی، مطبوعہ المجمع الاسلامی، مبارک پور اعظم گڑھ۔

اسی لیے آپ نے برسرِ منبر اپنی زبانِ اقدس سے ایک ایسا کلمہ اِرشاد فرمایا تھا جو آپ کے علاوہ دنیا جہان کے کسی ولی کی زبان سے نہ نکلا۔ اور علما واَولیا اس بات پر متفق ہیں کہ آپ نے یہ بات از خود نہیں کہی تھی بلکہ من جانب اللہ آپ اس کے کہنے پر مامور تھے، منبر رسول پر بیٹھ کر اِرشاد فرمایا تھا اور خوب فرمایا تھا؛ کیوں کہ یہی آپ کے مناسب حال تھا :

قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ .

یعنی میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔

مطلب یہ کہ شرق سے لے کر غرب تک کوئی ولی اس وقت تک درجہ ولایت پر فائز ہی نہیں ہوسکتا جب تک میرے قدم کو وہ اپنے سر کا تاج نہ بنالے۔ اور اُس عہد سے لے کر اِس عہد تک ہر بندہ جو ایمان کے درجات میں ترقی کرتا ہوا ولی، اَوتاد، اَبدال، یا قطب وقت ہوا ہے آپ کے دربار میں اپنی شرفِ غلامی کے نذرانے ضرور پیش کرتا ہے۔ اس جگمگاتی حقیقت کو عطاے رسول، سلطان الہند، غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی سجزی اجمیری علیہ الرحمہ (م ۶۳۳ھ) نے کس خوبی وخوبصورتی سے بیان کیا ہے ؎

چوں پاے نبی شد تاجِ سرت، تاج ہمہ عالم شد قدمت

اقطابِ جہاں در پیش درت، اُفتادہ چو پیشِ شاہ گدا

یعنی اے شیخ عبدالقادر جیلانی! جس طرح ہمارے نبی کا قدم مبارک آپ کے سر کا تاج ہے، اسی طرح رب ذوالجلال نے آپ کے قدم کو ہمارے سروں کا تاج بنادیا ہے۔ دنیا جہان کے اَقطاب واولیا آپ کے در کے سامنے یوں پڑے ہوئے ہیں جیسے بھکاری' بادشاہ کے آگے پڑا ہوا ہوتا ہے۔

غور فرمائیں کہ قریباً نو صدیاں گزر گئیں اور آج بھی بغداد والے پیر کا آفتاب ولایت اسی جاہ وجلال کے ساتھ چمک رہا ہے۔ اور یوں ہی ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ کل بھی وہ

مشکل کشائی کر رہے تھے اور آج بھی حاجت روائی فرما رہے ہیں، اور صبح قیامت تک ان کا اَبرِ فیض و کرم برستا رہے گا۔ دنیا کا کوئی سخی اور داتا اس طرح کیا سخاوت کرے گا جس طرح سیدنا شیخ عبدالقادر عالم برزخ سے اپنا دریائے جود و کرم بہا رہے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) اپنی کتاب 'ہمعات' کے گیارہویں ہمعہ میں فرماتے ہیں کہ 'شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں'۔ اور لوگوں کی حاجتیں اور ان کی مرادیں پوری کر رہے ہیں۔(۱)

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ صاحب قدم مصطفیٰ ہیں کہ جس طرح تاجدارِ کائنات ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین بن کر آئے اور صبح قیامت تک آپ کی نبوت و رسالت کا سکہ چلے گا، اسی طرح سیدنا شیخ عبدالقادر امام الاولیاء والصالحین بن کر آئے اور صبح قیامت تک آپ کی ولایت و کرامت کا ڈنکا بجتا رہے گا۔ امامِ عاشقاں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی اسی کی طرح اِشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا، ذکر ہے اُونچا تیرا

اور پھر قصیدۂ غوثیہ کے ایک شعر میں حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ خود اپنے بارے میں صاحب قدم مصطفیٰ ہونے کا اِعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

وَكُلُّ وَلِی لَهٗ قَــدَمٌ وَ اِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیْ بَدْرِ الْكَمَالِ

اس کی تائید و تشریح حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی علیہ الرحمہ

---

(۱) مقدمہ زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار، مترجم: ۱۹، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور، طبع اوّل ۱۹۸۸ء، از حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ۔

(م۶۳۲ھ) کے اس قول سے بھی ہوجاتی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے مدرسے کے صحن میں تھا، کیا سنتا ہوں کہ آپ کرسی تدریس واِرشاد پر بیٹھے یوں لب کشائی فرمارہے ہیں :

كل ولي على قدم نبي وأنا علىٰ قدم جدي محمد صلى اللّٰه عليه وآله وسلم وما رفع المصطفىٰ قدما إلا وضعت قدمي في الموضع الذي رفع قدمه منه إلاأن قدما من أقدام النبوة فإنه لاسبيل أن يناله غير نبي .(۱)

یعنی ہر ولی صاحب نسبت، صاحب تعلق اور صاحب قدم ہوتا ہے، اور وہ کسی نہ کسی نبی کے نقش قدم پر گامزن اور اُس کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اسی لیے کسی کو ولایت براہیمی نصیب ہوتی ہے، تو کسی کو ولایت موسوی سے حصہ ملتا ہے اور کسی پر ولایت عیسوی کا رنگ چڑھا ہوتا ہے؛ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اِعزاز وشرف بخشا ہے کہ میں مصطفیٰ جانِ رحمت شمع بزم ہدایت ﷺ کے نقش قدم پر جادہ پیما اور اُن کے طریقے پر قائم ہوں۔ یعنی خداوند قدوس نے مجھے ولایت محمدی عطا فرمادی ہے۔ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے جس جگہ سے اپنا قدم اُٹھایا میں نے ٹھیک وہیں اپنا قدم رکھا، بجز قدمِ نبوت کے کہ نبی کے علاوہ کسی اور کا وہاں گزر نہیں۔

اپنے ایک دوسرے معروف قصیدہ 'بائیہ' میں بھی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے اِس حقیقت کی طرف اِشارہ کیا ہے، فرماتے ہیں ؎

سَلَكْتُ طَرِيْقًا لَيْسَ يَسْلُكُهٗ سَالِكٌ
وَكَانَ حَبِيْبِیُ لِی دَلِيْلاً وَصَاحِبٗ

یعنی میں ایک ایسے راستے پر چل نکلا ہوں جس پر کوئی چلنے والا نہ چل سکا، (لیکن

(۱) الفیوضات الربانیۃ لِاِسماعیل بن محمد القادری الجیلانی: ۸۵۔ مطبوعہ مصر

جب میں چلا تو منزلِ مقصود نے بڑھ کر خود میرے قدم چوم لیے، اس لیے کہ)
اِس سفر میں میرے راہنما اور شریک سفر کوئی اور نہیں خود مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ ہیں۔
منبر رسول پر بیٹھ کر آپ کبھی یہ بھی فرمایا کرتے تھے :

أنا نائب رسول اللّٰہ و وارثہٗ فی الارض . (۱)

یعنی میں اس زمین پر اِمام الانبیاء کا نائب و جانشین بھی ہوں اور (علوم ومعارفِ) مصطفےٰ کا وارث وقاسم واَمین بھی۔

اَب آیئے دیکھتے ہیں کہ سیدنا سرکار غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کس طرح اِمام الانبیاء کے نائب وجانشین اور اُن کے علوم ومعارف کے وارث وامین ہیں۔اور کس طرح وہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے قدم پر ہیں۔ نیز نسبت محمدی کی جڑیں کتنی گہری ہیں آپ کے اندر، اور کیا کیا خوبصورت مناسبتیں ہیں اِمام الانبیاء والمرسلین مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ اور امام الاولیاء والصالحین شہنشاہِ ولایت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے مابین۔

1 جس طرح تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل جہان کے لیے رحمت اور سارے عوالم کے لیے رسول بن کر جلوہ فرما ہوئے، خواہ وہ اِنسان ہوں، جنات ہوں یا ملائکہ۔اور آپ کی نبوت ورسالت صبح قیامت تک سب کے لیے عام وتام ہے اور اُن سب کو محیط۔ اسی طرح صاحب قدم مصطفےٰ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ بھی اپنی شان ومقام بیان کرتے ہوئے منبر رسول پر بیٹھ کر فرماتے ہیں :

الإنس لھم مشایخ ، والجن لھم مشایخ ، والملائکۃ لھم مشایخ ،وأنا شیخ الکل . (۲)

(۱) زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار، مترجم: ۷۷، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور۔
(۲) زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار، مترجم: ۷۷، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور۔

یعنی انسانوں کے بھی پیر ہوتے ہیں، جنوں کے بھی پیر ہوتے ہیں، فرشتوں کے بھی پیر ہوتے ہیں، اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا حال یہ ہے کہ میں بیک وقت انسانوں کا بھی پیر ہوں، جنوں کا بھی پیر ہوں، اور فرشتوں کا بھی پیر ہوں، یعنی میں سارے پیروں کا پیر' پیرانِ پیر ہوں۔

اپنے معروف قصیدے کے ایک شعر میں بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے ۔

فجدي رسولُ اللّٰه طٰه محمَّـد　　أنا عبدالقادر شيخ كل طريقة

یعنی میرے بابا اللہ کے رسول طٰہٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میں عبدالقادر ہر سلسلہ طریقت کا شیخ ومرشد ہوں۔(۱)

2 یہ ایک نا قابل اِنکار صداقت ہے کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ رسول اللہ ﷺ کی ذات میں فنا ہوگئے تھے۔ اور فنائیت کی اس عظیم منزل پر فائز ہونے کا اِعزاز واِکرام آپ کو یہ ملا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو سراپا معجزہ بنادیا تھا، اسی طرح سیدنا غوثِ اعظم کو بھی رب ذوالجلال نے سراپا کرامت بنا دیا تھا۔ آپ کے خلفا وخدام کہتے ہیں کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کروٹ بدلتے تو کرامت ظاہر ہوجاتی تھی، کچھ نقل وحرکت فرماتے تو ظہورِ کرامت ہوجایا کرتا تھا۔ گویا اللہ رب العزت نے آپ کے وجودِ مسعود کو سراپا کرامت بنادیا تھا۔

تاریخ اَنبیا ورسل کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بھی پیغمبر یا رسول سے اتنے معجزات ظہور پذیر نہیں ہوئے جتنے معجزات مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست سے ظاہر ہوئے، آپ کے معجزات اتنے وافر وکثیر ہیں کہ ان کا اِحاطہ وشمار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح تاریخ اَولیا واَقطاب کا مطالعہ بتاتا ہے کہ کسی بھی

(۱) الفیوضات الربانیۃ فی المآثر وورد القادریہ از اسماعیل قادری جیلانی بغدادی: ۶۲ مطبوعہ مصر

دور کے کسی ولی سے اتنی کرامتیں سرزد نہیں ہوئیں جتنی شہنشاہِ ولایت سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے دستِ حق پرست پر ظہور پذیر ہوئیں۔ آپ سے صادر ہونے والے خوارق عادات اور کرامات متواتر بھی ہیں اور اتنی وافر و کثیر بھی کہ ان کا اِحاطہ وشمار نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح دنیاے کتب کی سیر کرنے والے اچھی طرح واقف ہیں کہ کسی بھی پیغمبر یا رسول کے بارے میں اتنی کتابیں نہیں لکھی گئی ہوں گی، جتنی کتابیں ہمارے اور آپ کے آقا و مولیٰ حضور محمد مصطفےٰ ﷺ کی سیرت و کردار کے حوالے سے لکھی گئی ہیں۔ کچھ یہی حال صاحب قدم مصطفےٰ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی سیرتِ مقدسہ کا بھی ہے کہ آپ کے معتقدین اور سیرت نگاروں نے آپ کی سیرت و سوانح لکھنے میں ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے، اور جتنا کچھ آپ کی سیرت و شخصیت اور ولایت و کرامت پر لکھا گیا، کسی بھی دور کے ولی کے تعلق سے اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں لکھا گیا۔

اور خاص بات یہ ہے کہ لکھنے والے معمولی اہل علم نہیں بلکہ وقت کے عظیم قطب، غوث اور چوٹی کے علما و عرفا نے آپ کی سیرت و سوانح پر بڑی جامع اور مبسوط کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ صرف محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے آپ کی ہمہ جہت شخصیت پر تین شاہکار کتابیں زبدة الآثار في تلخيص بهجة الأسرار – زبدة الأسرار من مناقب غوث الأبرار – زبدة الأعصار في أخبار قطب الأخيار رقم فرمائی ہے۔(۱)

3 سیرت کی کتابوں میں آپ نے پڑھا ہوگا اور قرآن بھی گواہی دیتا ہے کہ ابھی پیغمبر آخر الزماں ﷺ دنیا میں تشریف نہیں لائے؛ مگر آپ کی آمد آمد کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ ابو البشر حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کم و بیش ایک

(۱) مزید عربی و فارسی کتب کی تفصیلات اختتام کتاب پر دیکھیں۔

لاکھ چوبیس ہزار انبیا و مرسلین آپ کا قصیدہ پڑھ رہے ہیں اور آپ کے آنے کی خوش خبری دے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے لیے سراپا اِشتیاق ہیں بلکہ تعمیر خانۂ کعبہ کے بعد مزدوری کے طور پر آپ کی آمد ہی کی دعا کر رہے ہیں۔ پھر حضور کی آمد سے پہلے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات کو تو قرآن مجید نے باقاعدہ اپنے سینے میں محفوظ کرلیا ہے۔ انھوں نے فرمایا تھا :

وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ۔ (سورۂ صف:۶۱/۶)

یعنی اے لوگو! میں تمھیں مژدۂ جاں فزا سنا رہا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آنے والا ہے جس کا نام **اَحمد** ہوگا۔

اسی طرح جب آپ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی سیرت کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ابھی آپ کی ولادت نہیں ہوئی؛ مگر آپ کے آنے کی دھوم مچی ہوئی تھی، اَولیا و صالحین آپ کی آمد کی خوش خبریاں دے رہے ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، شیخ قدوہ ابومحمد شبلی، شیخ ابوبکر البزار، شیخ عزاز البطایحی اور شیخ ابواحمد عبداللہ نجفی وغیرہ بہت سے اہل اللہ نے آپ کی پیدائش سے برسوں قبل ہی پیشین گوئی کردی تھی کہ عراق میں ایک ایسے بزرگ ظاہر ہونے والے ہیں جو فضل و کرامت میں بڑے بلند مقام و مرتبے پر فائز ہوں گے۔ اُن پر تمام اَقطاب کے حالات واضح کردیے جائیں گے اور اُن کے سینوں کے تمام علوم اُن پر روشن ہوجائیں گے۔ ایک وقت آئے گا کہ وہ یہ اِعلان کریں گے 'میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے'۔ اُن کی وجہ سے اَولیا کے درجات بڑھیں گے، اور اُن سے خلق خدا کو بے اِنتہا فائدہ پہنچے گا۔ الغرض! اللہ کی بارگاہ میں اُن کی شان اس قدر بلند ہوگی کہ کسی دوسرے ولی کو نصیب نہیں ہوگی!۔

غور طلب اَمر ہے کہ جب پیغمبر کو آنا تھا تو اس کی آمد کی خبر پچھلے پیغمبر دے رہے تھے، اور جب اللہ کے اس عظیم ولی کو آنا ہوا تو اس کی خبر وقت کے سر برآوردہ اَولیاے کرام

دے دے تھے اور صرف اَولیا ہی نہیں بلکہ خود امام الانبیاء والمرسلین نے بھی سیدنا شیخ عبدالقادر کی ولادت کی خوش خبری آپ کے والد ماجد حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست کے خواب میں تشریف لا کر دی۔ آپ کے جملہ سیرت نگاروں نے اس واقعے کو لکھا ہے کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے والد کے خواب میں تاجدارِ کائنات ﷺ صحابہ کرام کے جلو میں جلوہ فرما ہوئے اور آپ کو مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا :

هنيئا لک يا أبا صالح ! أعطاک اللّٰه ابنا وهو وليي وولي اللّٰه تعالي، ومحبوبي ومحبوب اللّٰه تعالیٰ، وسيكون له شأن في الأولياء والأقطاب كشأني بين الأنبياء والرسل .(۱)

یعنی اے اَبوصالح ! تمھیں مبارک ہو، عنقریب تمھیں میرا رَب ایک ایسا سعادت مند بیٹا عطا فرمائے گا، جو میرا بھی دوست اور میرے رب کا بھی دوست۔ میرا بھی محبوب اور میرے رب کا بھی محبوب۔ اور عنقریب اولیا واقطاب کے درمیان اسے وہ مرتبہ دیا جائے گا جس طرح کا مقام ومرتبہ اللہ رب العزت نے نبیوں اور رسولوں کے درمیان مجھے عطا فرمایا ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی جنھیں شریعت وطریقت کا سنگم مانا جاتا ہے۔ اور جنھیں علماے شریعت بھی اپنے سر کا تاج مانتے کرتے ہیں اور صوفیانِ طریقت بھی اپنے ماتھے کا جھومر سمجھتے ہیں وہ اپنی شہرۂ آفاق مثنوی کے ایک شعر میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

غوثِ اعظم درمیانِ اَولیا　　چوں محمد (ﷺ) درمیانِ اَنبیا

یعنی اَولیا وصالحین کے درمیان حضرت غوثِ اعظم کی شان ایسی ہی ہے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اَنبیا ومرسلین کے درمیان۔

(۱) تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر: ۱۵۔ مطبع مریس۔ اسکندریہ، مصر ۱۳۰۰ھ

اور محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اسی مفہوم کو ایک شعر میں یوں نظم فرمایا ہے ؎

اُوست در جملہ اولیا ممتاز   چوں پیمبر در انبیا ممتاز

یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اَولیا کی صف میں ویسے ہی ممتاز ہیں جیسے اَنبیا کی صف میں آمنہ کے لعل محمد رسول اللہ ﷺ ممتاز ہیں۔

4 اُدھر جب عبداللہ کا راج دلارا، اور آمنہ کی آنکھوں کا تارا اِس دنیا میں آیا تو معجزاتی طور پر آیا کہ سر سجدے میں ہے اور زبان پر اُمت کی بخشش کی دعا ہے۔ اسی طرح جب شیخ عبدالقادر جیلانی پیدا ہوئے تو آپ کی ولادت بھی با کرامت ہوتی ہے، اور پیدا ہوتے ہی کراماتوں کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ آپ کے یوم ولادت کے بارے میں اِختلاف ہے (۱) تاہم بعض سیرت نگاروں کے مطابق آپ شعبان کی آخری تاریخ کو پیدا ہوئے اور دوسرے ہی دن جب رمضان المبارک کا مبارک مہینہ شروع ہوتا ہے تو دن میں آپ نے

---

(۱) ہر چند کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے یومِ ولادت کے سلسلے میں کافی اِختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم حضرت شیخ جمال الدین فالح کیلانی جنھیں نسباً، نسلاً، وطناً، عملاً، فکراً اور اِرادۃً کئی اعتبارات سے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ سے تعلق و نسبت حاصل ہے، انھوں نے اپنی جامع کتاب 'الشیخ عبدالقادر کیلانی، رویة تاریخية معاصرة' میں بڑے اِعتماد سے لکھا ہے کہ 'آپ کی ولادت ۱۱/ ربیع الثانی ۴۷۰ھ کو ہوئی، اور یہی مشہور و معروف ہے'۔ (صفحہ ۸ موسسۃ مصر مرتضیٰ للکتاب العراقی)

اور امام کبیر جعفر بن عبدالکریم برزنجی نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب 'الجنی الدانی فی مناقب القطب الجیلانی' میں آپ کی تاریخ وفات ۱۱/ ربیع الثانی ۵۶۱ھ بتائی ہے۔ تو اس طرح دیکھا جائے تو ایک اور حسین مناسبت یا حسن اتفاق قدر مشترک یہ پایا گیا کہ ربیع الاوّل کے جس دن مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے، ٹھیک اسی دن دنیا سے تشریف بھی لے گئے۔ یہی حال صاحب قدم مصطفیٰ شیخ عبدالقادر جیلانی کا بھی ہے کہ آپ ربیع الثانی کے اندر جس دن میں تشریف لائے، ٹھیک اسی دن آپ کا وصال بھی ہوا۔ - قادری چریاکوٹی -

والدہ کی چھاتی سے منہ نہیں لگایا، اور پورا دن گویا کہ روزے کی حالت میں گزار دیا۔ پنگھوڑے میں آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر پورے علاقے میں اِس واقعے کی ایسی شہرت ہوئی کہ لوگوں کی زبان پر یہ جملہ گردش کررہا تھا :

'إنه ولد للأشراف ولدٌ لا يرضع في نهار رمضان'. (١)

یعنی اَشراف کے گھرانے میں اور سادات کے خاندان میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے کہ جو رمضان کے دنوں میں دودھ نہیں پیتا۔

جب بچپنے میں اس کی عظمت وکرامت کا یہ حال ہے تو جس وقت یہ بڑا ہوگا اور اس کی ولایت کا سورج ٹھیک خط نصف النہار پر آئے گا اُس وقت اس کی عظمت وجلالت، اورمرتبت ومنزلت کا عالم کیا ہوگا!۔

5 اَب آپ دیکھیں کہ اُدھر جب پیغمبر آخر الزماں ﷺ اِس دنیا میں تشریف لائے تو داغِ یتیمی لے کر آئے۔ کچھ یہی معاملہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے ساتھ بھی ہوا کہ ننھی سی عمر میں آپ کے والد ماجد آپ کو داغِ یتیمی دے کر دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اور آپ کو یتیمی کا اِحساس کچوکے لگانے لگا؛ مگر عموماً دیکھا یہ گیا ہے کہ اللہ کو جسے عظیم بنانا ہوتا ہے اسے یتیم کر دیتا ہے تا کہ وہ خود اپنی اُلوہی تربیت سے اسے 'دریتیم' بنا سکے۔ پھر اس بندے سے ظاہری اَسباب چھین لیتا ہے اور خود ربانی طریقے سے اس کی بہترین کفالت اور حسن تربیت فرماتا ہے۔

اسی لیے کسی نے بڑی پیاری بات کہی ہے کہ جس کا دنیا میں کوئی نہیں ہوتا اُس کا رب ہوتا ہے۔ عربی میں باپ کو اَب کہتے ہیں تو گویا یہ مزاج دیا کہ لوگو! یاد رکھنا جس کا اَب نہیں ہوتا اُس کا رب ہوتا ہے اور جس کا رب ہوتا ہے اُس کا سب ہوتا ہے۔

(١) زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار، مترجم: ٢٩، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور۔

مگر میں یہاں اِس موقع پر آپ کی والدہ حضرت اُم الخیر اَمۃ الجبار فاطمہ علیہا الرحمہ کو سلامِ عقیدت پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا، جن کی صالح اور پاکیزہ گود سے اُٹھنے والا یہ بچہ اپنے دور میں سلطان الاولیاء اور اِمام الاقطاب بن کر اُٹھا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو مائیں عظیم ہوتی ہیں اُن کی کوکھ سے عظیم سپوت ہی جنم لیا کرتے ہیں۔ اِسلام کی باثروت تاریخ کے اندر اس کی سینکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ کسی انگریز مفکر کا یہ قول دراصل اِسلامی تعلیمات ہی سے مستعار معلوم ہوتا ہے، اس نے کہا تھا :

Give me great mother, I will give you great nation.

یعنی تم مجھے عظیم مائیں دو، میں تمھیں عظیم قوم دوں گا۔

عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے اور بعض نے اِسے حدیث نبوی بھی کہا ہے: الرضاع یغیر الطباع . یعنی دودھ پینا طبیعت کو بدل دیا کرتا ہے۔ یعنی دودھ پلانے والیوں کی اچھی اور بری عادات کا اَثر بچوں کی طبیعت پر فطرتاً پڑتا ہے۔ مائیں جب نیک ہوتی ہیں، اللہ ورسول کی تابع دار اور صوم وصلوٰۃ کی پابند ہوتی ہیں تو اُن کی آغوش سے جنم لینے والے بچے کبھی نور الدین زنگی بنتے ہیں، تو کبھی صلاح الدین ایوبی۔ کبھی محی الدین جیلانی بنتے ہیں، تو کبھی معین الدین اَجمیری۔ کبھی قطب الدین بختیار کاکی بنتے ہیں، تو کبھی نظام الدین اَولیا بدایونی۔ اور کبھی نصیر الدین چراغ دہلوی بنتے ہیں تو کبھی علاء الدین کلیری علیہم الرحمۃ والرضوان۔

6 اہل علم اِس بات سے بخوبی باخبر ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد اس دنیا میں آنے کا یہ تھا کہ اَخلاق کی روشنی عام کی جائے، اور اخلاقِ عالیہ کی جو قدریں مٹ رہی تھیں انھیں دوبارہ زندہ کیا جائے۔ چنانچہ تاجدارِ کائنات معلم اِنسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں اپنی آمد کا مقصد خود بدیں اَلفاظ بیان فرمایا ہے :

إنما بُعِثتُ لأتمم مکارم الأخلاق . (۱)

---

(۱) مسند شہاب قضاعی: ۴/۲۷۱ حدیث: ۱۰۸۰۔

یعنی میں دنیا میں اسی لیے بھیجا گیا ہوں، تاکہ اخلاقِ عالیہ کی تکمیل کردوں۔

اور اَخلاقیات کے جس درس سے زمانے کے کان ناآشنا ہیں، میں انھیں اس دولت سے مالا مال کردوں، تاکہ دنیا جہان سے جہالت و بداَخلاقی کا خاتمہ ہوجائے اور اخلاق وکردار کی دودھیا چاندنی ہر طرف پھیل جائے۔ اور پھر آپ کا اخلاقِ حمیدہ ایسا تھا کہ کیا اپنے کیا غیر، سبھی مداح وثناخواں تھے۔ اور کیوں نہ ہو!، جس کے اخلاق کی سربلندی کی گواہی قرآن دے، بھلا اُس کے اَخلاق کی بلندی کا اندازہ کون لگا سکے گا!۔

اَخلاقِ جمیلہ اور محاسن حمیدہ کے تعلق سے کچھ یہی حال شہنشاہِ ولایت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا بھی تھا کہ آپ کے جملہ سیرت نگاروں نے آپ کو خلق حسن کی عظیم منزل پر فائز بتایا ہے۔ نیز آپ نے زندگی بھر لوگوں کو اخلاق وکردار میں پاکیزگی وچمک پیدا کرنے اور تقویٰ وطہارت سے سدا آراستگی رکھنے کا درس دیا ہے۔

آپ بذاتِ خود بڑے پاک طینت، حق گو، خداترس، رقیق القلب، کشادہ جبیں، شگفتہ رو، کریم الاخلاق، حیادار، وسیع الظرف اور مشفق وفیاض دل تھے۔ اتنی بلند جلالت ومنزلت کے باوجود چھوٹوں کے ساتھ ہمیشہ لطف وشفقت کا معاملہ فرماتے، اور بڑوں کا اِحترام بجالاتے۔ ہمیشہ سلام میں پہل کرتے۔ غربا ومساکین کی تواضع فرماتے۔ کسی سائل کو رد نہ کرتے۔ غمزدہ لوگ آپ کو دیکھتے ہی خوش ہوجاتے۔ اور آپ کے اَحباب میں ہر ایک کو یہی خیال ہوتا کہ وہی آپ کا زیادہ محترم ومحبوب ہے۔

اخلاقِ محمدی کے باب میں اس طرح کے واقعات معروف ہیں کہ اگر کوئی معمولی آدمی یا کنیز وغلام آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ سے اپنی کسی ضرورت کی تکمیل کے لیے درخواست کرتا تو آپ بلاچوں چرا اُس کے ساتھ چل پڑتے۔ یہی حال غوثِ اعظم کا بھی تھا کہ کنیز، فقرا اور نونہالوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے اور ان کی ضرورتوں کی تکمیل کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔(۱)

---

(۱) طبقات امام شعرانی: ۱/۱۲۷۔

7 علمائے اَعلام فرماتے ہیں اور حدیث کے اَوراق گواہ ہیں کہ معلمِ کائنات محسنِ اِنسانیت ﷺ نے اخلاق کی قدروں کو فروغ دینے کے ساتھ اس دنیا میں اپنی آمد کا ایک مقصد معلّمی بھی قرار دیا ہے، چنانچہ ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے :

'إنما بُعِثْتُ مُعَلِّمًا'. (۱)

یعنی مجھے معلم واُستاذ بنا کر اِس دنیا میں بھیجا گیا ہے، تاکہ زندگی کے جس جس موڑ پر جہالت کے اندھیروں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں وہاں علم ومعرفت کی کہکشائیں سجادوں۔

نیز ایک موقع پر فرمایا کہ

'أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبِيْ' . (۲)

یعنی میرے رب نے میری بہترین تربیت فرمائی۔

اَب ایک ایسا معلم ومربی جب دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت کے میدان میں اُترتا ہے تو کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ عرب کا وہ معاشرہ جو جہالت وجاہلیت کا مجموعہ اور ظلم وبربریت کا نمونہ تھا، اور غلط رسم ورواج جس کے رگ وریشے میں لہو بن کر دوڑ رہا تھا۔ آپ کی تعلیم وتبلیغ نے عرب معاشرے کی اُن تمام غلط روایتوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا، اور اہلِ عرب کی قدیم فکری وعلمی بے راہ روی کو دور کرکے انھیں اِسلامی تعلیمات کی عین شاہ راہ پر لا کھڑا کیا۔ بالآخر وہ اَپنے ظاہر وباطن سے بدل گئے اور ایسا بدلے کہ دنیا نے دیکھا کہ وہ زمانے کے قائد وپیشوا اور ہادی ورہنما بن کر اُٹھے۔ کسی شاعر نے اس منظر کی کیا خوب عکاسی کی ہے ؎

---

(۱) سنن ابن ماجہ: ۲۶۵/۱ حدیث: ۲۲۵۔

(۲) سنن ابن ماجہ: ۲۶۵/۱ حدیث: ۲۲۵۔

اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کردیا
خاک کے ذروں کو ہم دوشِ ثریا کردیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا!

اَب آپ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی زندگی کا جائزہ لیں کہ وہ قدم مصطفیٰ پر کس طرح جادہ پیما ہیں۔ چونکہ آنے والے وقت میں تقدیر اس بچے سے بڑا کام لینے والی تھی؛ اس لیے بہت چھوٹی عمر سے اس کی تعلیم شروع ہوگئی۔ چھوٹی سی عمر میں آپ کو مدرسہ بھیج دیا گیا۔ اب چونکہ پیغمبر کی تعلیم وتربیت کا تو غیب سے اِہتمام ہوتا ہے، لیکن یہ سیدزادے اور مادرزاد ولی ہیں تو اُن کی شان کیا ہے وہ خود فرماتے ہیں :

’جب میں کم سنی میں مکتب کو جاتا تو رجال الغیب میرے ساتھ ساتھ چلتے، میری حفاظت کرتے اور مکتب پہنچنے پر لڑکوں کو کہتے کہ ’اللہ کے اس ولی کے لیے جگہ دو تاکہ وہ تشریف فرما ہوسکیں‘۔(۱)

یوں ہی بچپن میں آپ اس طرح کی غیبی آواز بھی سنا کرتے :

إليَّ يا مبارك .

اے برکت والے بچے! اِدھر آ (تاکہ ہم تیری بہترین تربیت کرسکیں اور آنے والے وقت کے چیلنجوں کے لیے تجھے تیار کرسکیں) گویا اِس طرح آپ کی غیبی تربیت کی جارہی تھی۔

پھر جب آپ نے اٹھارہ سال کی عمر سے باضابطہ علم وکمال کے حصول کا سلسلہ شروع کیا تو تیس سال سے زائد تک برابر علم ومعرفت کے مختلف شعبوں میں مہارت وحذاقت پیدا

(۱) زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار، مترجم: ۷۷، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور۔

کرتے رہے۔ اور علم کے مختلف میدانوں میں درجنوں علما و مشائخ وقت سے تحصیل علم وکمال کر کے کس منزل پر پہنچے۔(۱) اس کا تذکرہ خود قصیدہ غوثیہ کے ایک شعر میں یوں فرماتے ہیں۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ الْفَضْلَ مِنْ مَوْلیٰ الْمَوَالِیُ

یعنی میں علم کی تحصیل کرتا رہا، حتیٰ کہ تحصیل علم کے صلے میں قطبیت کبریٰ کے مقام پر پہنچ گیا۔ اور یہ علم ہی کی برکت ہے کہ اللہ نے فضل وکمال کے سارے دروازے مجھ پر چوپٹ کھول دیے ہیں۔

یوں بھی دیکھیں کہ جس دور میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو اس دنیا میں بھیجا گیا تھا وہ دور اِسلام و مسلمین کے لیے بڑی آزمایش واِبتلا کا تھا۔ اس دور میں اسلامی معاشرہ بری طرح گونا گوں فتنوں کے حصار میں گھرا ہوا تھا۔ اور دین کے اندر بہت سے غیر شرعی

---

(۱) مختلف میادین علم میں آپ کے مشہور اَساتذہ وشیوخ کے اسماے گرامی یہ ہیں: شیخ ابوخطاب محفوظ کلوذانی (م۵۱۰ھ)...... شیخ ابوالوفا علی بن عقیل (م۵۱۳ھ)...... شیخ ابوسعد مبارک بن علی مخرمی یا مخزومی (م۵۱۳ھ)...... شیخ ابوالحسین محمد بن قاضی ابویعلی (م۵۲۶ھ)...... شیخ ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار قاسم صیرفی معروف بہ ابن طیوری (م۵۰۰ھ)...... شیخ ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی (م۵۰۹ھ)...... شیخ ابوالغنائم محمد بن علی بن میمون (م۵۱۰ھ)...... شیخ ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر (م۵۱۶ھ)...... شیخ ابوعثمان اسماعیل بن محمد اصبہانی (م۵۳۵ھ)...... شیخ ابوبکر احمد بن مظفر بن سوسن التمار (م۵۵۳ھ)...... ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی (م۵۰۲ھ)...... ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس (م۵۲۵ھ)۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ڈکتور سعید قحطانی نے امام غزالی کو بھی ان کے شیوخ میں شامل مانا ہے۔ جس کی تفصیلات انھوں نے اپنی تھیسس بنام 'الشیخ عبدالقادر الجیلاني وآراء ہ الاعتقادیة والصوفیة' میں بیان کی ہے۔ (الشیخ عبدالقادر کیلانی، رویۃ تاریخیۃ معاصرۃ: صفحہ ۱۳ تا ۱۴، موسسۃ مصر مرتضیٰ للکتاب العراقی)

اُمور در آئے تھے، جن سے دین کو پاک کرنا بے حد ضروری تھا۔ چنانچہ حضرت سیدنا شیخ نے معاشرے سے ان تمام بگاڑ کا خاتمہ کیا اور ملت اسلامیہ کی مٹتی ہوئی اَقدار کو دوبارہ زندہ کر کے توانائی بخشی۔ اسی لیے آپ کو 'محی الدین' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی دین کو زندہ کرنے والا۔ اور اس کا اِقرار و اِظہار آپ نے خود اپنے ایک شعر میں کیا ہے ؎

أنا الجيلی محی الدين اسمی　　　وأعلامی علی رأس الجبالِ

أنا الحسنی والمخدع مقامی　　　وأقدامی علیٰ عنق الـرجالِ

یعنی میں خطہ جیلان کی مناسبت سے جیلانی ہوں اور محی الدین میرا نام یعنی میرا لقب ہے۔ اور میری عظمتوں اور رفعتوں کے پھریرے پہاڑ کی چوٹیوں پر لہرار ہے ہیں۔ میں (پدری) نسب کے اِعتبار سے حسنی سید ہوں۔ اور اللہ نے مجھے ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے، سب سے بڑھ کر یہ کہ میرا یہ قدم اللہ کے ولیوں کی گردنوں پر ہے۔

چنانچہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب تک آپ اس دنیا میں رہے برابر جہالت کا خاتمہ فرماتے رہے اور علم و معرفت کی روشنی پھیلاتے رہے۔ گویا آپ کی پوری زندگی تعلیم و تعلّم سے عبارت رہی۔ چونکہ جب برائی یا جہالت اپنے قدم پھیلانے میں کئی صدیاں لے لیتی ہے تو اس کا دفاع بھی اتنے ہی منظّم اور مستقل انداز میں ہونا چاہیے، راتوں رات اسے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ حالاں کہ آپ اللہ کے محبوب و مقرب ولی ہیں، بڑے مرتبے ہیں خدا کی بارگاہ میں آپ کے۔ آپ چاہتے تو ولایت و کرامت کا ایسا سور پھونکتے کہ یکایک ساری برائیاں ختم ہو جاتیں اور جہالت منہ چھپا کر معاشرے سے رخصت ہو جاتی؛ مگر نہیں، یہ نبوی طریقہ نہیں۔ ورنہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بدر و اُحد کی جنگیں بپا نہ ہوتیں اور نہ خندق و حنین کے معرکے سجتے۔ ایک دعا کر دی جاتی اور دشمن اپنی کمین گاہوں بلکہ خواب گاہوں ہی میں تباہ و برباد ہو جاتے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی 'شرح مشکوٰۃ' میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر صدی کے سرے پر ایسی ہستیوں کی نشان دہی فرمائی ہے جن سے تجدید دین کا فریضہ انجام پذیر ہوتا ہے؛ مگر تجدید اور اِحیا میں ایک نمایاں فرق ہے۔ مجددین کی فہرست میں ابتدا سے لے کر اس وقت تک بہت سے حضرات کے اَسماے گرامی پائے جاتے ہیں، مگر 'محی الدین' کا لقب کسی اور کو عطا نہیں ہوا۔ تاریخ اسلام کے مطالعے سے یہ اَمر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ احیاے دین کا اہم ترین فریضہ حقیقتاً حضرت غوث الاعظم دستگیر علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا، اور یہ عظیم الشان لقب صرف آپ ہی کے وجودِ مسعود پر صادق آتا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی علیہ الرحمہ نے اپنے ایک شعر میں آپ کے 'محی الدین' ہونے کی کیا خوب منظر کشی کی ہے، فرماتے ہیں ؎

گرداد مسیح بہ مردہ رواں، دادی تو بدین محمد جاں
ہمہ عالم محی الدیں گویاں، بر حسن و جمالت گشتہ فدا

یعنی اگر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے مردوں کو زندہ فرمایا ہے تو آپ نے دین محمدی کو زندگی عطا کی ہے۔ جب تو پوری دنیا آپ کو 'محی الدین' پکارتی ہے اور آپ کے حسن و جمال پر شیدا ہو چکی ہے۔

8 پھر جب ۵۲۱ھ شروع ہوا تو حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے باضابطہ وعظ و تلقین کا آغاز فرمایا اور سالِ وفات ۵۶۱ھ تک مسلسل چالیس سال تک خلق خدا کو گوہر ہدایت و عرفان سے نوازتے رہے۔ وعظ و بیان کیا ہوتا تھا، جیسے علم و حکمت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ لوگوں پر وجدانی کیفیات طاری ہو جاتی تھیں۔ سامعین میں علاوہ رجال الغیب، جنات، ملائکہ اور اَرواحِ طیبہ کے عام سامعین کی تعداد ستر ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ہفتے میں تین دن مجلس کیا کرتے تھے، کیوں کہ جن کے مبارک قدم کی پیروی کرنی تھی اُن کی سنت کریمہ بھی یہی تھی کہ حضور اکرم ﷺ بھی ہفتے میں تین مجلسیں منعقد فرمایا کرتے تھے، جس میں صحابہ کرام کو وعظ و تلقین اور مسائل دین وغیرہ بتائے سکھائے جاتے تھے۔

9 کتب سیرت میں مرقوم ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ جب اپنا دینی و تبلیغی مشن پورا کرکے رفیق اعلیٰ سے ملنے جاتے ہیں تو آپ کے تلامذہ ومسترشدین صحابہ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے، جس میں عالم و فاضل بھی تھے، مفتی و فقیہ بھی، محدث ومفسر بھی تھے اور مجتہد و متہجد و مجاہد بھی۔

اب آیئے اس کی جھلک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی زندگی میں دیکھی جائے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ۵۲۸ھ میں حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے شیخ حماد الدباس کے قائم کردہ مدرسے سے باضابطہ سلسلہ تدریس کا آغاز فرمایا۔ اور سال وفات ۵۶۱ھ تک قریباً تینتیس سال تک مسلسل وراثت نبوت' علم وحکمت کی شکل میں بانٹتے رہے۔ تیرہ تیرہ علوم کا درس بیک وقت دیا کرتے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، تصوف، اَدب، بلاغت، معانی اور بیان و بدیع وغیرہ۔ دور دراز سے طالبانِ علومِ نبویہ آپ کا نام سن کر علم وکمال سے حصہ لینے کے لیے آپ کے مدرسے میں آتے تھے، اور شریعت وطریقت کا سنگم بن کر لوٹتے تھے۔

آپ کے سیرت نگار اس بات پر متفق ہیں کہ ہر سال آپ کے مدرسے سے قریباً تین ہزار طلبہ دستار فضیلت لے کر اور گریجویٹ کرکے نکلتے تھے۔ اس طرح تینتیس سال میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے آقا علیہ السلام کی اُمت کو قریباً ایک لاکھ سے زائد علما، فضلا، مفتی، فقیہ، مجتہد اور محدث و مفسر عطا کیے۔ اُمت محمدیہ پر حضرتِ غوثِ اعظم کا یہ کتنا بڑا علمی فیضان و اِحسان ہے!۔

اَفراد سازی دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ پچھلے دور کے پیغمبر اپنی ہزار سالہ، دوسو چار سو، یا پانچ سو سالہ دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں چند ایک سو یا دو چند ہزار اَفراد ہی پیدا کر سکے؛ لیکن پیغمبر گرامی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تیئس سالہ تبلیغی مدت کے اندر لاکھ سے زائد اَفراد تیار کر گئے۔ اُنہی کے نقش قدم پر چل کر صاحب قدم مصطفیٰ شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھی تینتیس سالہ مدت تدریس کے دوران لاکھ سے زائد جید اَفراد اُمت محمدیہ کو عطا فرمائے۔

پھر یہی نہیں، تاریخ کا ایک سنہرا باب بھی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر کے تلامذہ کی کوششوں ہی سے رقم ہوا تھا۔ دنیا جانتی ہے کہ بیت المقدس کو عیسائیوں کے پنجہ اِستبداد سے آزاد کرانے کا سہرا اِسلام کے عظیم ہیرو سلطان صلاح الدین ایوبی (م۵۸۹ھ) کے سر ہے، یقیناً انہی کے سر ہے۔ لیکن اس بات کا علم کم ہی لوگوں کو ہے کہ جن مجاہدین کی کوششوں سے ۵۶۴ھ میں بیت المقدس فتح ہوا وہ مجاہدین کس کے تیار کردہ تھے۔☆

تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ سلطان اَیوبی کی فوج کا نقشہ یہ تھا کہ اس کی فوج کے چیف ایڈوائزر شیخ موفق الدین ابن قدامہ حنبلی المقدسی (م۶۲۰ھ) تھے جو براہِ راست شیخ عبدالقادر جیلانی کے شاگرد ومرید اور خلیفہ تھے۔ اور فوجیوں کی اکثریت حضور غوثِ پاک

☆ ۲۷؍رجب ۵۸۳ھ مطابق ۱۱۸۷ء کو صلیبیوں نے بیت المقدس مسلمانوں کے حوالے کر دیا اور اکیانوے (۹۱) سال کے بعد پھر خدا کا یہ پاک گھر اس کے حقیقی پاسبانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اور اسے بھی حسن اتفاق ہی کہا جائے گا کہ یہ تاریخ معراجِ نبوی کی ہے اور بیت المقدس کو معراج شریف سے خاص نسبت ہے۔ علامہ محمد فرید وجدی رقم طراز ہیں:

فلما رأ الفرنج أن لا مناص من التسليم إليه سلمه مسلمة ليلة ۲۷؍رجب أي ليلة المعراج وهذا من أغرب الاتفاق ولايخفىٰ أنها تلك الليلة التي أسرى اللّٰه فيها برسوله من مكة إلي بيت المقدس . (دائرة المعارف القرن العشرين:۵/۵۵۰،لبنان)

کے مدرسے سے فارغ التحصیل طلبہ پر مشتمل تھی۔ بقیہ مجاہدین حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ (م ۵۰۵ھ) کے مدرسہ جامعہ نظامیہ سے تعلق رکھتے تھے۔

گویا صلاح الدین اَیوبی نے تاریخ میں جو اِتنا بڑا ریکارڈ درج کرایا ہے اس کے پیچھے سیدنا عبدالقادر جیلانی ہی کا فیض کارفرما نظر آتا ہے۔ اوراس سے ضمناً یہ بھی سمجھ میں آیا کہ اس دور کے طلبہ صرف راتوں میں اُٹھ کر تہجد ہی نہیں پڑھا کرتے تھے بلکہ اگر وقت پڑتا تو تلوار لے کر میدانِ جہاد میں اُترنے کی صلاحیت بھی ان میں بھرپور موجود رہا کرتی تھی۔ گویا آپ کے تلامذہ ومسترشدین نہ صرف راتوں کے متہجد تھے بلکہ میدانِ جنگ کے عظیم مجاہد بھی تھے۔

علاوہ بریں سلطان صلاح الدین ایوبی خود سیدنا شیخ کے بے پناہ معتقد اور سلسلہ قادریہ کے پشتینی غلاموں میں تھے۔ اور قادری فیضان ونسبت کو اپنے لیے سرمایۂ حیات جانتے تھے۔ سلطان اَیوبی کا ایک دوسرا اِعزاز وکمال یہ تھا کہ وہ سنگل قادری نہیں تھے بلکہ ڈبل قادری تھے۔ یعنی سلطان ایوبی نے براہِ راست سیدنا شیخ عبدالقادر کے ایک صاحب زادے کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ دوسرے یہ کہ جب سلطان چھوٹے تھے تو آپ کے والد ماجد نجم الدین ایوب نے بچپنے میں شیخ عبدالقادر جیلانی سے انھیں مرید کروادیا تھا، اور شیخ نے ان کی گردن پر اپنا دست برکت بھی پھیرا تھا اوران کے لیے خصوصی دعا فرمائی تھی۔

اسی لیے جب سلطان صلاح الدین ایوبی اپنے بستر مرگ پر پڑے ہوئے تھے تو کسی نے ان سے پوچھا کہ جس کی پوری زندگی میدانِ کارزار میں گزر گئی ہو اُس کا بستر علالت پر بوڑھے اونٹ کی طرح کروٹیں اُلٹ پلٹ کر مرنا بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے۔ سلطان ایوبی نے جواب دیا کہ بستر علالت ہی پر شاید میری موت مقدر ہے، اور کیوں نہ ہو کہ میرا یقین ہے کہ میدانِ جنگ میں کسی دشمن کی تلوار بھلا اُس گردن کو کیسے کاٹ سکتی ہے جس پر سیدنا

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پھر گیا ہو اور جس کی فتح و نصرت کے لیے انھوں نے خصوصی دعا فرمائی ہو!۔

10 حدیث وسیر کی کتابوں کے مطالعہ سے آشکار ہوتا ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ایسے بہت سے مقامات آتے ہیں جہاں آپ نے بطورِ تحدیث نعمت، فخر و مباہات فرماتے ہوئے خود اپنی فضیلت وعظمت وشرافت نیز اپنے اوپر ہوئے اِنعامات واکرامات خداوندی اور فضل اَیزدی کا کھل کر اِظہار فرمایا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ہے جس میں آقاے کریم ﷺ نے فرمایا :

فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُوْرًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ .(۱)

یعنی میں تمام اَنبیا پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا: مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں، (اور مخالفوں کے دل میں) میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی، اور میرے لیے اَموالِ غنیمت حلال ہوئے، اور میرے لیے زمین پاک وصاف اور نماز کی جگہ قرار دی گئی، اور میں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کا رسول ہوا اور مجھ سے نبیوں (سلسلہ نبوت) کو ختم کیا گیا۔

نیز ایک مقام پر آپ نے یہ بھی اِرشاد فرمایا :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنِيْ عَلٰى جَمِيْعِ النَّبِيِّيْنَ حَتّٰى فِي اِسْمِي وَصِفَتِي .

یعنی سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے تمام انبیا پر فضیلت دی، یہاں تک کہ میرے نام اور صفت میں بھی۔

---

(۱) صحیح مسلم:۳/۱۰۹حدیث:۸۱۲......سنن ترمذی:۳/۱۷۵حدیث:۱۵۵۳۔

تو امام الانبیاء والمرسلین کے نقش قدم کی پیروی میں امام الاولیاء والصالحین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ بھی اپنے اوپر ہوئے رب کے اِحسانات واِنعامات اور مواہب الٰہیہ کو بہت سے مقامات پر وجد و کیف کی حالت میں بطورِ تحدیث نعمت بیان کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔قصیدۂ بائیہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

أنَا قُطُبُ أقْطَابِ الْوَجُوْدِ حَقِيْقَةً
وَجُمْلَتُهُمُ لِي يَتَّبِعُوْنَ مَذَاهِبِ

یعنی میں درحقیقت عالم وجود کا قطب الاقطاب ہوں۔اور جملہ اَولیا وصالحین میرے ہی مذہب ومسلک اور نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

آگے فرماتے ہیں ۔

أفَلَتْ شُمُوْسُ الاَوَّلِيْنَ وَشَمُسُنَا
أبَدًا عَلىٰ اُفُقِ الْعُلىٰ لاَ تَغْرَبِ

یعنی اگلوں کے تمام چمکتے سورج ڈھل گئے۔لیکن میرا تیز روشن آفتاب غروب ہونے کی بجائے ہمیشہ بلندی کے اُفق پر چمکتا رہے گا۔

’قلائد الجواہر‘ سے ماخوذ ایک قصیدے میں بھی آپ نے اپنی جلالت شان اور رفعت مکان کا اِظہار بامتثالِ اَمرِ الٰہی ’وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ‘ فرمایا ہے ۔

رفعت علیٰ أعلی الوریٰ أعلامنا ۔ لما بلغنا في الغرام مرامنا
نحن الملوک علیٰ سلاطین الملا ۔ والکائنات و من بھا خدامنا

یعنی ہمارے پرچم کائنات کی انتہائی بلندیوں پر نصب کیے گئے۔جب راہِ محبت میں ہم نے اپنی منزلِ مقصود پالی۔ہم روے زمین کے بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔اور کائنات نیز اس کے اندر جو کچھ ہے سب ہمارے خدمت گار ہیں۔

اس شعر میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے اپنے علوِ مرتبت کا اظہار فرمایا ہے اور اس کی وجہ بھی بیان کردی ہے کہ عشق و محبت کی ساری منزلیں طے کرنے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ محبوب اپنے محبّ کا مقام اتنا بلند کردے کہ اوروں کی وہاں تک رسائی نہ ہو سکے۔ اس کا پرچم اس طرح بلند کیا جائے کہ دوسرے اس کے زیر سایہ آنے ہی کو اپنے لیے باعث فخر و اِعزاز سمجھیں۔ آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ اس سلطان العاشقین کی عظمت کا پرچم اس قدر بلندی پر لہرا رہا ہے کہ عقلِ انسانی کی وہاں تک رسائی ناممکن ہے۔(۱)

سیدنا غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے معاصر ایک بہت بڑے بزرگ تاج العارفین حضرت شیخ ابوالوفا علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے ۔

کل دِیکٍ یصیحُ ویسکتُ إلا دیکُک (یا شیخ عبدالقادر!) فإنه یصیحُ إلی یومِ القیامة .

یعنی اے عبدالقادر! ہر پرندہ چہچہاتا ہے، پھر چہچہا کر خاموش ہو جاتا ہے، لیکن آپ کا طائرِ روحانیت صبح قیامت تک چہچہاتا رہے گا۔

اس مفہوم کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے یوں شعر کا جامہ پہنا دیا ہے ۔

مرغ سب بولتے ہیں، بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں! اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے جہاں پر فخریہ اَشعار کہے ہیں تو کوئی یہ ہرگز نہ سمجھے کہ اس میں شیخ نے کسی تعلّی اور مبالغہ سے کام لیا ہے، بلکہ آپ کو لوگوں پر اپنا مقام و مرتبہ واضح کرنے کی غیبی تلقین تھی۔ کہا جاتا ہے کہ 'معرفت نفس' کے بعد زبان بند

(۱) رشحاتِ قدسیہ یعنی قصائد غوثیہ:۳۱۔ مرتب ابوالفضل سید محمود قادری۔ اعجاز پرنٹنگ حیدرآباد ۱۹۸۷ء۔

ہو جاتی ہے، کیوں کہ اصول یہ ہے کہ 'من عرف نفسه فقد كلّا لسانه' لیکن اس کے آگے ایک ایسا مقام بھی آتا ہے جہاں 'دستورِ زباں بندی' کی بجائے 'تحدیث نعمت' اور 'اعلانِ مقام' کا حکم ہوتا ہے۔ اب کہنے والا جو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ وہ اس طرح کہنے پر ماذون ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کی وضاحت سید العارفین شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ نے اپنے قصیدۂ بائیہ میں یوں فرمادی ہے ؎

وَمَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَّإِنَّمَا
أَتَى الإِذْنَ حَتّٰى تَعْرِفُوْنَ مَرَاتِبِ

یعنی یہ سب کچھ میں نے محض فخر کی رو میں بہہ کر نہیں کہہ دیا بلکہ اس کے کہنے کا میرے پاس اِذن آیا، تاکہ تم سب میرے مراتب سے آگاہ ہوسکو۔

اس کے علاوہ کبھی کبھی آپ یوں بھی فرماتے: ولا فخر، هذا من فضل ربی۔ یعنی یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں فخر یہ نہیں، بلکہ یہ محض میرے رب عزوجل کی عطا اور اس کا خصوصی فضل و کرم ہے۔

11 سیرتِ طیبہ کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ بعض مواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ ایسی باتیں اِرشاد فرمائی ہیں جن سے کسی کے وہم وگمان میں ان کے مثل ہونے یا اُن سے ہمسری کرنے کا شبہہ پیدا نہ ہو۔ مثلاً یہ کہ آپ کے صومِ وصال کو دیکھ کر جب بعض صحابہ نے بھی متواتر روزہ رکھنا شروع کر دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ! ایسا نہ کرو، تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ نیز فرمایا:

أيكم مثلي، يطعمني ربي ويسقيني .

یعنی تم میں کون ہے جو میرے مثل کر سکے گا؛ کیوں کہ مجھے تو میرا رب اپنے خصوصی خوانِ فضل سے کھلاتا پلاتا ہے۔

یوں ہی اِمام الانبیاء وَ المرسلین ﷺ کے نقشِ قدم کی پیروی میں اِمام الاولیاء والصالحین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ بھی کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! مجھ میں اور تم لوگوں میں بلکہ تمام خلق خدا میں اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین کے مابین ہے۔ پھر جب آپ کا اس دنیا سے چل چلاؤ کا وقت آیا اور باتوں ہی باتوں میں کوئی ہمسری اور مثلیت کی بات آنکلی تو آپ نے اپنے صاحب زادوں سے فرمایا :

أنا من وراء عقولكم فلا تقيسوني علىٰ أحد ولا تقيسوا أحدا عليَّ . (۱)

یعنی میں تمھاری عقل وخرد کی رسائی سے ماورا ہوں، مجھے کسی کے اوپر اور کسی کو مجھ پر کبھی قیاس نہ کرنا۔

اس طرح اگر غور کیا جائے تو مصطفیٰ جانِ رحمت کی ذات میں فنا ہوجانے والے اس شہنشاہِ ولایت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندر اپنے ممدوح ومقتدیٰ امام الانبیاء، مکین گنبد خضرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت سی خوبصورت مناسبتیں پائی جاتی ہیں، جن کا یہاں اِستیعاب مقصود نہیں، بس مشتے نمونہ اَز خروارے یہاں اس کے چند شواہد ومناظر پیش کردیے گئے ہیں۔ اس طرح گہرائی وگیرائی کے ساتھ غور کرنے سے بہت سی اور مناسبتیں دکھائی جاسکتی ہیں؛ مگر ہم نے یہاں حسب وعدہ **گیارھویں شریف** کی نسبت سے گیارہ مناسبتیں دکھادیں۔ اس مختصر سی کتاب کا مقصد بس اِتنا ہی ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی شہبازِ لامکانی کی سیرت وشخصیت پر لکھنے والے اس جہت سے بھی غور وفکر کرکے مزید بہت سے جوہر تابدار و گوہر آبدار نکال کر قارئین باتمکین کے ذوقِ لطیف تک پہنچانے کا خوبصورت اِہتمام کرسکتے ہیں۔

(۱) نثر الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر: ۶۰۔

قارئین کرام! یہ مدارج ومناقب اور مراتب ومقامات اس ہستی کے ہیں جس کا دور بلا مبالغہ اَزل سے اَبد تک ہے۔ جو خاتم ولایت محمدیہ اور مظہر کامل کمالاتِ احمدیہ ہے۔ اور جس کا آفتابِ جاہ وجلال فلک اعلیٰ پر دواماً تاباں ودرخشاں رہے گا۔ اس کی حقیقی منزلت ومرتبت کا صحیح معنوں میں اندازہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ کیوں کہ مجددینِ وقت اور اولیاے عصر کی بھی صرف اس کے قدموں تک رسائی ہے، جن کو وہ 'بل علیٰ عینی ورأسی' کہتے ہوئے اپنے سر آنکھوں پر لینا اپنے مدارج میں ترقی کا باعث سمجھتے ہیں، اس سے آگے کی انھیں بھی خبر نہیں۔ سچ ہی کہا تھا عاشق صادق رضاؔ بریلوی نے ؎

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اَولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

آیئے سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی ہشت پہلو اور ہمہ جہت شخصیت کے بارے میں بس اِتنا کہہ کے بات ختم کردی جائے کہ ؎

لیس علی اللّٰہ بمستنکر　　أن یجمع العالم في واحد

یعنی کائنات کو کسی ایک شخص کے اندر جمع کردینا اللہ کے لیے ہرگز ناممکن نہیں!۔

دعا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اہل اللہ اور خاصانِ خدا کے قدموں سے چمٹائے رکھے، ان کی دہلیز سے اَٹوٹ وابستگی نصیب کرے اور ان کی تعلیمات وہدایات کے مطابق زندگی کے شب وروز گزارنے کی توفیق ہمارے رفیق حال فرمائے۔ اور اللہ جل مجدہ ہر کارِ خیر میں لمحہ لمحہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ اکرم الصلوٰۃ وافضل التسلیم۔

خاک راہِ صاحب دلاں

ابو رفقہ وریعفور محمد اَفروز قادری چریاکوٹی غفرلہ ولوالدیہ

حضور سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے فضائل و مناقب، تعلیمات و کرامات اور اَوصاف وکمالات پر لکھی گئیں عربی وفارسی کی معروف کتابوں کا ایک اِجمالی خاکہ:

بهجة الأبرار فی مناقب الغوث الكيلانی۔ إمام أبو حفص عمر السهروردی شيخ الطريقة السهروردية۔

بهجة الأسرار ومعدن الأنوار في مناقب الباز الأشهب۔ شيخ على الشطنوفی المصری۔

خلاصة المفاخر فی اختصار مناقب الشيخ عبد القادر ۔ إمام عبد الله بن أسعد اليافعی اليمنی المكی الشافعی۔

أسنى المفاخر فی مناقب الشيخ عبد القادر۔ إمام عبد الله بن أسعد اليافعی الشافعی۔

الشرف الباهر فی مناقب الشيخ عبد القادر ۔ شيخ قطب الدين اليونينی البعلبكی موسى بن محمد بن عبد الله۔

درر الجواهر فی مناقب الشيخ عبد القادر ۔ إمام ابن الملقن سراج الدين أبو حفص عمر بن علی بن أحمد المصری۔

الدر الفاخر فی مناقب سيدی عبد القادر۔ شيخ السيد عبد القادر بن الشيخ العيدروسی۔

روضة الناظر فی ترجمة سيدنا الغوث عبد القادر ۔ إمام أبو طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادی صاحب القاموس۔

غِبطة الناظر فی أخبار سيدنا عبد القادر۔ إمام شهاب الدين أحمد بن حجر العسقلانی۔

روض الزاهر فی ترجمة السيد عبد القادر۔ إمام شهاب الدين أحمد بن حجر العسقلانی۔

الروض الزاهر فی مناقب الشيخ عبد القادر۔ شيخ أبو العباس احمد بن محمد القسطلانی۔

الروض الزاهر فی مناقب الشيخ عبد القادر۔ شيخ إبراهيم بن علی بن أحمد الديری۔

الباهر فی مناقب الشيخ عبد القادر۔ شيخ حسين بن عبد الرحمن اليمنی الأهدل۔

قلائد الجواهر فی ذكر مناقب سلطان الأولياء الإمام عبد القادر ۔ شيخ محمد بن يحیٰ التادفی الحلبی الحنبلی۔

الشراب النيلی فی ولاية الجيلی۔ شيخ محمد بن إبراهيم الحلبی۔

نزهة الخاطر فی ترجمة سیدی الشریف عبد القادر۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری۔

تحفة الأبرار ولوامع الأنوار فی مناقب السید عبد القادر وذریته الاکابر۔ شیخ السید علاء الدین الجیلانی نقیب أشراف حماة وشیخ الصوفیة في الدیار الشامیة۔

عقد جواهر المعانی فی مناقب الشیخ الجیلانی۔ شیخ أحمد بن عبد القادر۔

ذیل تحفة الأبرار ولوامع الأنوار۔ شیخ السید محمد سعدی الزهری الکیلانی۔

الجنی الدانی فی مناقب عبد القادر الکیلانی۔ شیخ جعفر بن عبد الکریم البرزنجي۔

نزهة الناظر فی أخبار الشیخ عبد القادر ۔ شیخ الفقیه المحدث أبو محمد عبد اللطیف بن هبة الله الهاشمی البغدادی الترنسي۔

أنوار الناظر فی معرفة أخبار الشیخ عبد القادر۔ إمام أبو بکر عبد الله بن نصر حمزة البکری الصدیقی البغدادی۔

روض النواظر فی مناقب سیدی عبد القادر۔ إمام محمد بن سعید بن ذریع الزنجاری۔

تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر۔ شیخ عبد القادر بن یحی الصدیقی۔

نزهة الناظر فی مناقب الشیخ عبد القادر۔ شیخ عبد اللطیف بن أحمد الهاشمی۔

مناقب الشیخ عبد القادر۔ شیخ محمد بن إبراهیم بن أحمد الکیلانی التونسی۔

روض البساتین فی أخبار عبد القادر محیی الدین۔ شیخ محمد الأمین التونسی الکیلانی۔

السیف الربانی فی عنق المعترض علی الغوث الجیلانی ۔ شیخ محمد المکی بن السید مصطفی بن محمد عزوز مفتی تونس۔

سلطان الأذکار فی مناقب غوث الأبرار۔ شیخ مولانا شاه محمد من همدان۔

نثر الجواهرفي مناقب الشیخ عبدالقادر۔ شیخ قاضی الإسلام محمد صبغة الله۔

زبدة الآثار تلخیص بهجة الأسرار(فارسی)۔ شیخ محقق عبد الحق الدهلوی الهندي۔

زبدة الأسرار من مناقب غوث الأبرار۔ شیخ محقق عبد الحق الدهلوی الهندي۔

زبدة الأعصار فی أخبار قطب الأخیار (فارسی)۔ شیخ عبد الحق الدهلوی الهندي۔

أنهار المفاخر في مناقب الشیخ عبدالقادر ۔ شیخ محمد غوث الدین الشافعی الهندٰي

توفیق الملك القادر فی سلوك طریق الغوث عبد القادر۔ شیخ حریری زاده کمال الدین۔

الشيخ عبد القادر الكيلانی۔ أستاذ محمد علی العينی۔

الشيخ عبد القادر الكيلانی۔ شيخ يونس إبراهيم السامرائی۔

الباز الأشهب۔ شيخ إبراهيم الدروی۔

الموجز فی تاريخ القطب الغوث والباز الأشهب۔ أستاذ فخری نورس الكيلانی۔

المناقب الغوثی(فارسی)۔ شيخ محمد صديق الشابی السعدی۔

الفتح المبين۔ شيخ السيد أبی المظفر ظهير الدين القادری۔

الكواكب الدرية۔ شيخ محمد نوری بن أحمد الكيلانی۔

الدر الفاخر فی مناقب الشيخ عبد القادر۔ شيخ عبد الرحمن بن محمد علی السايح۔

مناقب الشيخ عبد القادر۔ شيخ عبد الرحمن بن حمد الطالبانی الشهرزوری۔

الكوكب الزاهر فی مناقب الغوث عبد القادر۔ شيخ السيد أبی الهدی الصيادی الرفاعی۔

الشيخ عبد القادر الكيلانی۔ شيخ عبد الغفار العباسی۔

الدرر السنية فی المواعظ الجيلانية۔ شيخ محمد سيف الدين الكيلانی۔

نفحات الرياض العلية فی بيان الطريقة القادرية۔ شيخ محمد رفعت.

الشيخ عبد القادر الجيلانی۔ دكتور عبد الرزاق الكيلانی۔

عبد القادر الجيلانی باز الله الأشهب۔ دكتور يوسف محمد طه زيدان۔

الشيخ عبد القادر الجيلانی وأعلام القادرية۔ دكتور محمد درنيقة من طرابلس الشام۔

العالم الكبير والمربی الشهير الشيخ عبدالقادرالجيلاني۔ دكتور محمد علی الصلابي۔

مناقب الشيخ عبدالقادر الجيلاني۔ شيخ شريف نور خليفة

الشيخ عبدالقادر الجيلاني وآرائه الاعتقادية والصوفية۔ دكتور سعيد القحطاني

السجع في مناقب الشيخ عبدالقادر الجيلاني، دراسة تحليلية بلاغية۔ عبدالله واسع

الفيوضات الربانية في المآثر وورد القادرية، إسماعيل بن سيد محمد القادري الجيلاني

اِستیعاب مقصود نہیں، جتنی کتابوں کے نام بآسانی مل سکے، لکھ دیے گئے، اس کے علاوہ ابھی عربی، فارسی، ترکی، اُردو اور دیگر زبانوں میں سینکڑوں وقیع کتب ورسائل ہیں۔ چڑیا کوٹی